اسلام کے کاروباری اخلاقی اقدار کا مطالعہ

*ڈاکٹر بشیر احمد رند

**ڈاکٹر ارشد منیر لغاری

There are so many resources for livelihood; the most important resource among them is business. It plays vital role in development, success and freedom of a person, nation or a country. Since, Islam wants to see its believers developing, successful, independent and sovereign, it not only permits for lawful business, also emphasizes and inspires for honest business, and the honest businessmen are encouraged for benefits here and hereafter. As the Holy Quran says:

"O, you who believe! Eat not up your property among yourselves unjustly except it be a trade amongst you, by mutual consent."(Nisa;29)

The holy prophet (P.B.U.H) said: "The one who does business with honesty and sincerity, on the Day of Judgment,will be with the prophets, the honests (siddiquein) and the martyrs."(Jame- Tirmazi: vol.1. P: 229)

AllamaHifz-ul-RehmanSewhari says: "The secret of economic development and success in business is that the more a nation takes interest in it , the more it will be independent and prosper economically. And the nation that does not take interest in business; economically it will always be suppressed. And other peoples (nations) will dominate its culture, civilization, economy, politics even religion...... The nation which does not do business properly, it will soon die, and will be destroyed. That's why Islam emphasizes on proper and honest ways of business, it tells its blessings and importance, worldly advantages and advantages hereafter." (Islam ka Iqtisadi Nizam. P:242)

No doubt Islam is the religion which tells the principles and ethical values of everything in life for collective and individual benefits. This paper discusses at length Islamic Ethical Values of Business. In the view of Holy Quran and Sunnah it has been tried to shed light on the establishing trade ties and developing it for individual and collective benefits and studied on Islamic teachings regarding Business Ethical Values.

اسلام ایک ایسا نظامِ حیات ہے، جو جہاں عقائد، عبادات، اور روحانیات کے بارے میں ہدایات دیتا

* اسسٹنٹ پروفیسر، سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔

** لیکچرار، زرعی کالج یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے وہاں سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لئے بھی انسانیت کی رہبری کرتا ہے۔ مطلب کہ زندگی کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں جس کے بارے میں اسلام کی بنیادی اور اصولی ہدایات موجود نہ ہوں ۔لیکن چونکہ ہمارا موضوع کاروباری اخلاق کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر بحث کرنا ہے اس لئے ہم سب سے پہلے کاروبار کی اہمیت پر بحث کریں گے، اس کے بعد اخلاق اور کاروباری اخلاق پر گفتگو کریں گے۔

کاروبار کی اہمیت:

یہ ایک حقیقت ہے کے رزق حاصل کرنے کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان میں کاروبار سب سے بڑا اور اہم ذریعہ ہے۔ کسی فرد، قوم اور ملک کی آزادی، خودمختاری، خوشحالی، تعمیر وترقی میں کاروبار اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کاروبار کی اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا تا کلو ا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکو ن تجارۃً عن تراض منکم (۱)

''ایک دوسرے کا مال ناجائز ذریعے سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو''

فاذا قضیت الصلواۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (۲)

''جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (مال تجارت ورزق) کو تلاش کرو''

یہاں ''فضل'' سے مراد طلبِ رزق ومال ہے اور آیت کا نشان نزول (Back ground) ترغیب تجارت پر مبنی ہے (۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؛

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (۴)

''سچا راور امانتدار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا''

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للرزق عشرین باباً تسعۃعشر منھا للتاجر (۵)

''رزق بیس دروازوں سے آتا ہے، ان میں سے انیس تاجر کیلئے کھلے ہوئے ہیں''

اس کا مطلب کہ ۹۵ فیصد رزق کے دروازے کاروباری لوگوں کیلئے کھلے ہوئے ہیں، یہی سبب ہے کے اس وقت سب سے زیادہ سرمایہ کاروباری لوگوں کے پاس ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ذرائع معاش میں کاروبار کی جو اہمیت ہے اس کو بیان کرتے ہوئے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں:

''اقتصادی نظام کی ترقی و برتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے، جو قوم یا ملت جس قدر اس سے دلچسپی لیتی ہے وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی زیادہ خود کفیل بنتی ہے اور جس قوم یا ملک کے باشندے تجارت سے دلچسپی نہیں رکھتے۔ وہ اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں، اور اسی راہ سے دوسری اقوام ان کے تمدن، تہذیب، معیشیت اور سیاست بلکہ ''مذہب'' پر قابض ہو جاتی ہیں اور ان کو غلام بنا کر مطلق العنانہ حکومت کرتی ہیں ....جس قوم میں تجارت نہیں ہے وہ آج نہیں تو کل ضرور غلام بن کر رہے گی اور جو ملک تجارت کی برکتوں سے محروم ہے وہ صبح نہیں تو شام تک ضرور قعرِ ہلاکت میں گر کر تباہ ہو جائے گا۔ اسلام نے اسی لئے بار بار تجارت کی ترغیب دی ہے، اس کے فضائل و برکات سنائے، دینوی فائدے بتائے اور دینی بشارتیں سنائیں''(٦)

اخلاق (ETHICS) کی وصف:

اخلاق ایسے اصولوں کے مجموعہ نام ہے جن کے ذریعے اچھے اور برے، صحیح اور غلط، حق اور ناحق میں تمیز کی جاتی ہے، دوسرے الفاظ میں جو علم بھلائی اور برائی کی حقیقت کو ظاہر کرے، انسانوں کو آپس میں کس طرح معاملہ کرنا چاہیئے اس کو بیان کرے، لوگوں کو اپنے اعمال میں کس منتہائے غرض اور مقصدِ عظمیٰ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اس کو واضح کرے اور مفید و کارآمد باتوں کی نشاندہی کرے اسے علم الاخلاق (Ethics) کہا جاتا ہے۔(7)

کاروباری اخلاق (Buisness Ethics)

کاروباری اخلاق دراصل علم الاخلاق (Ethics) کی ایک شاخ ہے جس میں اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کو تجارتی نقطہ نگاہ سے دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔اس میں کاروباری حوالے سے مختلف مسائل اور کاروباری لوگوں کی ذمہ داریوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کاروباری اخلاق کے کچھ متعین اصول ہوتے ہیں، جن کو سامنے رکھتے ہوئے کاروباری معیار بنائے جاتے ہیں اور پھر لاگو کیئے جاتے ہیں، اور یہ فیصلہ دیا جاتا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط، اور کیا کیا جائے اور کیا نہیں کیا جائے۔مطلب کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کاروباری اخلاق کا تعلق کاروبار میں اچھے اور برے، صحیح اور غلط، حق اور ناحق کے مطالعہ سے ہے۔(۸)

اسلام میں اخلاق:

اسلام اپنی تعلیمات میں اخلاقی اصولوں کو بہت بڑی اہمیت دیتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات، چاہے وہ سیاسی ہوں، سماجی ہوں، یا معاشی ہوں بہتر انسانی رویوں پر مبنی ہوں، اس حوالے سے قرآن اور سنت میں بہت سی تاکیدیں اور ترغیبیں آئی ہیں، ہم اس بارے میں کچھ قرآنی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (۹)

''تم بہترین امت ہو، جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے۔تم اچھی باتوں کا کہتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو''

قرآن مجید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات بیان کی ہیں:

يامرهم بالمعروف وينها هم عن المنكر ويحل لهم الطيبات (۱۰)

''وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔''

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

وانك لعلىٰ خلق عظيم (۱۱)

''بلاشبہ آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما بعثت لا تمم مكارم الاخلاق (۱۲)

''مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے''

ان خيار كم احسنكم اخلاقاً (۱۳)

''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں''

اسلام کی اس تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان آپس میں اچھے رویوں کے ساتھ رہیں،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اوراپنے سارے معاملات بہتر سلوک کے ساتھ حل کریں۔

اسلام چاہتا ہے کہ ایک انسان کا سلوک اپنے رشتیداروں سے، دوستوں سے، اکٹھے کام کرنے والوں (Colleagues) سے، اساتذہ سے، شاگردوں سے، ماتحتوں سے، افسروں سے، گاہکوں سے، عوام سے، خواص سے، مطلب کہ انسانی سماج کے ہر شخص سے بہتر اور اچھے طریقے سے ہو.

کاروباری اخلاقی قدریں:

اسلام جس طرح زندگی کے دوسرے معاملات میں اخلاقی قدریں دیتا ہے اسی طرح تجارتی اور کاروباری حوالے سے بھی اپنی کچھ اخلاقی قدریں دیتا ہے۔ اسلام نہ تو سرمائیدارانہ نظام (Capitalism) کی طرح دولت کمانے کا عام لائسنس دیتا ہے اور نہ ہی اشتراکیت (Socialism) کی طرح اشیاءِ صَرف (Consumer Goods) کے علاوہ ذرائع پیداوار (Means of Production) کی ملکیت پر پابندی لگاتا ہے. بلکہ وہ بنیادی طور پر زمین وآسمان کی ساری چیزوں کو خدا کی ملکیت قرار دیتا ہے اور پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے کچھ اخلاقی اصول دیتا ہے، جن کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شخص ان کو حاصل کرسکتا ہے۔

کاروبار کے سلسلے میں اسلام نے جو اخلاقی اصول یا اخلاقی قدریں دی ہیں ہم ان میں سے کچھ اہم ذکر کرتے ہیں:

۱۔ آزادیٔ اختیار (Freedom of Enterprise)

اسلام ہر شخص کو مکمل طور پر معاشی جدوجہد کی آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اپنی روزی حاصل کرنے کیلئے جو بھی کاروبار چاہے کرے بشرطیکہ وہ اسلام میں حلال اور جائز ہو۔ اسلام نہ تو کسی فرد کو اور نہ کسی ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی فرد یا گروہ کو کسی کاروبار کے کرنے یا چھوڑنے پر مجبور کرے۔ اسلامی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی روزی مختلف دھندھوں میں رکھ دی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

> اهم يقسمون رحمة ربك،نحن قسمنا بينهم معيشتهم فى الحيوٰة الدنيا
> ورفعنابعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضًا سخريا (۱۴)
>
> ''کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں، ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کردی ہے اوران میں سے بعض کو بعض پر (مالی) فوقیت دی ہے تاکہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک دوسرے کے کام آسکیں''

مطلب ظاہر ہے کے خالقِ کائنات نے فطری نظام کے تحت مختلف لوگوں کی روزی مختلف کاروباروں میں رکھی ہے اور ان ہی دھندھوں میں ان کو دلچسپی دی ہے، تاکہ انسانی ضرورت کی چیزیں لوگ ایک دوسرے کو فراہم کرتے رہیں اور وہ اسی طرح ایک دوسرے کے کام آتے رہیں، اور کچھ لوگ اپنی محنت، ذہانت اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی وجہ سے دوسروں سے معاشی برتری حاصل کر سکتے ہیں.

۲: رزقِ حلال کا حصول:

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ تلاشِ رزق میں حلال اور حرام کا خیال رکھا جائے۔جن وسائلِ رزق کو اللہ تعالیٰ نے جائز اور حلال قرار دیا ہے ان کے ذریعے روزی حاصل کی جائے اور جن وسائلِ رزق کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔اور اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کا یہ اصول اجتماعی مفاد کے پیش نظر رکھا ہے، اس سلسلے میں ہم چند قرآنی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھاالی الحکام لتاکلوا فریقًا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون (۱۵)

''ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ، اور نہ ہی اپنا مال حاکموں کے سامنے اس مقصد کے لئے لے جاؤ کہ جان بوجھ کر لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے طور پر کھا جاؤ''

لا تا کلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارةً عن تراض منکم(۱۶)

''ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ، مگر تجارت کے ذریعے باہمی رضا کے ساتھ نفع حاصل کرو''

ایک مرتبہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رزق حاصل کرنے کا کونسا ذریعہ بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور (۱۷)

''آدمی کا اپنے ہاتھ کی محنت سے کمانا اور ہر جائز خرید و فروخت''

مذکورہ آیات وحدیث سے ظاہر ہے کے مسلمانوں کو جائز ذریعے سے روزی حاصل کرنے کا حکم دیا گیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے اور ناجائز ذریعوں سے روزی کمانے سے روکا گیا ہے۔

مطالعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حرام ذرائع سے روزی حاصل کرنے سے روکا بلکہ ایسے ذرائع، جن کے جائز یا ناجائز ہونے میں شبہہ (Doubt) ہو ان سے بھی گریز کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

دع ما یریبك الی مالایریبك (۱۸)

''جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو، ایسی چیز کو لے لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے:

الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرا لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات و قع فی الحرام(۱۹)

''حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، ان دونوں کے مابین کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جس شخص نے اپنے آپ کو مشتبہ چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ گویا کہ حرام میں پڑ گیا''

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرا ما اخذ منه ، امن الحلال ام من الحرام (۲۰)

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت کوئی شخص یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال لیا ہے وہ حلال ذریعے سے آیا ہے یا حرام ذریعے سے''

کاروبار کے حرام ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ''ربا'' ہے جس سے اسلام سختی سے روکتا ہے۔

ربا کا مطلب

قرض میں دیے ہوئے اصل مال پر کچھ ''اضافی رقم''، مدت کے مقابلہ میں شرط اور تعین کے ساتھ لینا'' وہ اضافی رقم ربا ہے(۲۱)

ربا کو اردو میں سود کہتے ہیں۔ اسلام ایسے کاروبار سے روکتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

واحل الله البیع وحرم الربوا (۲۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اللہ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام کیا ہے''

یاایھاالذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفةً (۲۳)

''اے ایمان والو دوگنا چوگنا سود مت کھاؤ''

یاایھاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسوله، وان تبتم فلکم رئوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون (۲۴)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، باقی ماندہ ربا چھوڑ دو، اگر تم ایمان رکھتے ہو، لیکن اگر تم باز نہ آئے تو پھر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمھارے ساتھ لڑائی کا اعلان ہے، اور اگر تم باز آ گئے تو تمھیں اصل مال واپس ملے گا، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ربا کے کاروبار کی مذمت کی ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں:

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکله وکاتبه وشاھدیه وقال ھم سواء (۲۵)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا لینے والے اور ربا دینے والے اور اس معاملہ کو لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: گناہ میں یہ سب برابر ہیں''

دراصل ربا یعنی سود بخل، خودغرضی، شقاوت، بے رحمی اور زر پرستی کی صفات پیدا کرتا ہے وہ ایک قوم اور دوسری قوم میں عداوت ڈالتا ہے، وہ افرادِ قوم کے درمیان ہمدردی، اور امداد باہمی کے تعلقات کو قطع کرتا ہے، وہ لوگوں میں روپیہ جمع کرنے اور صرف اپنے ذاتی مفاد کی ترقی پر لگانے کا میلان پیدا کرتا ہے، وہ سوسائٹی میں دولت کی آزادانہ گردش کو روکتا ہے بلکہ دولت کی گردش کا رخ الٹ کر نا داروں سے مالداروں کی طرف پھیر دیتا ہے، اس کی وجہ سے جمہور کی دولت سمٹ کر ایک طبقے کے پاس اکٹھی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور یہ چیز آخرکار پوری سوسائٹی کے لئے بربادی کی موجب ہوتی ہے جیسا کہ معاشیات میں بصیرت رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں اور سود کے تمام اثرات نا قابل انکار ہیں (۲۶)

امام رازی کہتے ہیں کہ:

سود پر اعتماد کرنے کے نتیجے میں کسبِ معاش کی جدوجہد سے لوگ رک جائیں گے، اس لئے کہ مالدار آدمی کیلئے سودی کاروبار سے جب زیادہ مال کمانا آسان ہوجائے گا تو وہ محنت، جدوجہد، تجارت وصنعت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وحرفت کی سخت تکلیف کیوں برداشت کرے گا؟ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اجتماعی مفاد متاثر ہوگا کیونکہ یہ واضح ہے کہ سوسائٹی کا مفاد تجارت، صنعت اور تعمیری کاموں سے وابستہ ہے'' (۲۷)

۳۔ تجارت باہمی رضامندی کے ساتھ (Trade through Mutual Consent)

تجارت و کاروبار کے سلسلے میں اسلام ایک اخلاقی اصول یہ دیتا ہے کہ معاملہ میں جانبین کی حقیقی رضامندی ضروری ہے، فروخت کرنے والا اپنی حقیقی رضامندی کے ساتھ فروخت کررہا ہو اور خرید کرنے والا اپنی حقیقی رضامندی کے ساتھ خرید کررہا ہو، کسی بھی طرف سے اضطراری رضاء معتبر نہیں، یعنی یہ نہ ہو کہ ایک شخص برضا ورغبت اس معاملہ کے لئے آمادہ نہ ہو مگر اس کی مجبوری اس کی رضاء کی قائم مقام ہو۔ اس لئے کسی کو یہ جائز نہیں کہ کسی کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی سستی چیز مہنگے داموں دوسرے کو فروخت کرے یا اس کی مہنگی چیز سستے داموں اس سے خرید کرے۔ ایسی تجارت اسلام میں منع ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃً عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیمًا(۲۸)

''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تجارت کے ذریعے باہمی رضامندی کے ساتھ نفع حاصل کرو، اور اپنے آپ کو قتل مت کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

انما البیع عن تراض (۲۹)

''بیع تو بیع شمار ہی تب ہوگی جب باہمی رضامندی سے طے پائے''

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المضطر(۳۰)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر اور زبردستی کی بیع کو ناجائز قرار دیا''

۴۔ کاروبار میں سچائی (Truthfulness in Business Transactions)

اسلام جس طرح انسان کے ہر معاملے میں سچائی کے خلق کو پسند کرتا ہے اسی طرح تجارتی لین دین میں بھی سچائی کو اہمیت دیتا ہے، اور ایک مسلمان تاجر سے توقع رکھتا ہے کہ کہ وہ سچائی سے کاروبار کرے۔ اور سچار

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور ایماندار تاجروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔انہیں دنیا میں برکت اور آخرت میں اہم مقام پر فائز ہونے کی بشارتیں دیتا ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (۳۱)

''سچا اور دیانتدار تاجر قیامت کے دن نبیوں،صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا''

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان التجار یبعثون یوم القیٰمة فجاراً الا من اتقی اللہ وبر وصدق(۳۲)

''تاجر قیامت کے دن بدکرداروں کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے سواء ان کے جو خدا سے ڈرے اور چیز کا عیب وصواب بیان کیا اور سچ بولے''

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فان صدقا وبینا بورك لھما فی بیعھما وان کتما وکذبا محقت برکة بیعھما(۳۳)

''اگر فروخت کرنے والا اور خریدار اپنے معاملے میں سچ بولیں گے اور چیزوں کے عیب وصواب کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کردیں گے تو اس سودے میں ان کے لئے برکت دی جائے گی اور اگر انہوں نے فروخت ہونے والی چیز کا عیب چھپایا اور جھوٹ سے کام لیا تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جائے گی''

۵۔کاروبار میں دیانتداری:(Trustworthiness in Business Transactions)

دیانتداری کی ،بیع وشراء کے معاملہ میں بہت بڑی اہمیت ہے ۔اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اپنے کاروبار میں سچائی،امانتداری ،اور دیانتداری سے کام لیں ،تا کہ لوگ پورے اطمینان سے ان کے ساتھ کاروباری معاملہ کریں۔خریدار کو اطمینان ہو کہ فروخت کرنے والا اس سے دھوکا نہیں کرے گا اور فروخت کرنے والے کو بھی اعتماد ہو کہ خریدار اس سے خیانت نہیں کرے گا۔ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ دنیا کے تھوڑے مفاد کے لئے اپنے خالق کو ناراض کرکے اپنی آخرت برباد کرے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون(۳۴)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت مت کرو، اور نہ ہی جان بوجھ کر ایک دوسرے کی امانتوں میں خیانت کرو''

۶۔ لین دین میں نرمی، سہولت، اور حسنِ ادائگی سے کام لینا: (Generosity and Leniency in Business Transactions)

کاروباری اخلاقیات کے سلسلے میں اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ خرید وفروخت اور اپنے حق وصول کرنے یا حق ادا کرنے کے سلسلے میں نرمی، سہولت اور حسنِ ادائگی سے کام لیا جائے۔ ترش روئی، سخت مزاجی، بدکلامی اور ٹال مٹول کو اسلام سخت ناپسند کرتا ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رحم اللّٰہ رجلًا سمحًا اذا باع ،واذا اشترٰی واذا اقتضٰی(۳۵)

''اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جو جب بیچتا ہے، خرید کرتا ہے یا اپنا حق وصول کرتا ہے تو نرمی اور سہولت سے کام لیتا ہے''

عن ابی رافع ان رسول اللّٰہ ﷺ استسلف من رجل بکرًا فقدمت علیه ابل من الصدقة فامر ابا رافع ان یقضی الرجل بکره فرجع الیه ابو رافع فقال:لم اجد فیها الا خیارًا رباعیًا فقال :اعطه ایاه ،ان خیار الناس احسنهم قضاءً(۳۶)

''حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار پر ایک جوان اونٹ خرید کیا، جب صدقہ کے اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کو کہا کہ: اس حقدار شخص کو اس کے جوان اونٹ کے بدلے میں اونٹ دو، ابورافع نے نشاندہی کی کہ ان اونٹوں میں کوئی جوان اونٹ نہیں سوائے ایک چار سالہ اونٹ کے جو بہت عمدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہی اس کو دے دو کیونکہ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اچھی طرح قرضہ ادا کرے''

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: **مطل الغنی ظلم(۳۷)**

''ایک غنی آدمی کی طرف سے حق کی ادائگی میں دیر کرنا اور ٹال مٹول سے کام لینا ایک قسم کا ظلم ہے''

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۷۔کاروباری معاہدوں کی پاسداری: (Honouring and Fulfilling Business Obligations)

کاروباری اخلاقیات کے حوالے سے اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ کاروبار کے سلسلے میں جو بھی معاہدہ کیا جائے وہ پورا کیا جائے، اگر مبیع چیز کسی وقت پر دینے کا معاہدہ ہو تو پورے وقت پر دی جائے، یا قیمت کسی وقت پر دینے کا عہد ہو تو پورے وقت پر ادا کی جائے۔ اسی طرح کاروباری معاملہ میں جو چیزیں طئے پائی ہوں ان کی پاسداری کی جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود (۳۸)

''اے ایمان والو! کاروباری معاہدوں کو پورا کرو''

اسلام کی نظر میں عہد شکنی ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں، بلکہ یہ منافقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافقت کی تین نشانیاں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے'' (۳۹)

کاروبار میں ممنوعہ چیزیں

ایک طرف اسلام کاروبار میں اچھے اخلاق کو اپنانے کا حکم دیتا ہے تو دوسری طرف اپنے پیروکاروں کو ایسی چیزوں سے روکتا ہے جو کاروباری اخلاقیات کے خلاف ہوں، یا ان پر حرام قرار دی گئی ہوں۔ اسلام کاروباری معاملات میں جن چیزوں سے گریز کرنے کی تعلیم دیتا ہے ان میں سے اہم یہ ہیں:

۸۔حرام چیزوں کے کاروبار سے منع

اسلام نے مسلمانوں پر جن چیزوں کا کھانا، پینا، یا استعمال کرنا حرام ٹھرایا ہے ان کا کاروبار بھی ان پر حرام قرار دیا ہے، جیسے مردار جانور، (اس سے مراد ایسا مویشی یا پرندہ ہے جس کا موت شرعی طریقے پر ذبح کرنے کے سوا واقع ہوا ہو، پھر چاہے طبعی موت مرا ہو، یا کسی جانور کے مارنے سے مرا ہو یا کسی اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو یا غیر شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو) اسی طرح خون، شراب، خنزیر، بتوں کا کاروبار یا ان اشیاء کی خرید وفروخت جو اپنی ذات میں نجس اور ناپاک ہوں، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

حرمت علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر (۴۰)

''مردار جانور، خون اور سور کا گوشت تم پر حرام کئے گئے ہیں''

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن، فاجتنبوہ لعلکم تفلحون(۴۱)

''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، اور پانسے (جوا کی ایک صورت جو اسلام سے پہلے رائج تھی) ناپاک اور شیطانی عمل ہیں ان سے گریز کرو تاکہ فلاح پاؤ''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان اللہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام** (۴۲)

'' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار جانور، خنزیر اور بتوں کے کاروبار کو حرام ٹھرایا ہے''

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

وان اللہ اذا حرم علی قوم اکل شیء حرم علیھم ثمنہ(۴۳)

''اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کا کھانا لوگوں پر حرام قرار دیتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی ان پر حرام قرار دیتے ہیں۔''

۹۔ ہر ایسا کاروبار درست نہیں جس میں ایک کا فائدہ یقینی اور دوسرے کا نقصان یقینی ہو

اسلام نے جو کاروباری اصول دیئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تجارت وکاروبار باہمی تعاون، مواساۃ اور ہمدردی پر مبنی ہو، ایسا نہ ہو کہ ایک فرد کا فائدہ دوسرے فرد یا سماج کے نقصان پر مبنی ہو، اس لئے اسلام ہر ایسے کاروبار کو ممنوع قرار دیتا ہے جس میں ایک فرد کا فائدہ ہو اور دوسرے فرد یا سماج کا نقصان ہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاضرر ولا ضرار (۴۴)

''نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی اور کو نقصان پہنچاؤ''

اس اصول کے تحت جوا، لاٹری اور سٹہ کی تمام صورتیں ناجائز ہیں، اس لئے کہ ان کی بنیاد بلاشبہ ایسے معاملہ پر مبنی ہے کہ جس میں متعاقدین میں سے ایک جانب سے نفع دوسری جانب کے سرتاسر نقصان کا سبب بنتا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر(۴۵)

''لوگ شراب اور جوے کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتائیں کہ ان میں بہت بڑا گناہ ہے۔''

زمانہ جاہلیت میں اس کی بہت سی شکلیں رائج تھیں، مثلاً ملامسہ، منابذہ، بیع حصاۃ، وغیرہ۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ملامسہ کا طریقہ یہ تھا کہ بائع ومشتری کے درمیان یہ طئے ہوجاتا تھا کہ بغیر دیکھے اور حقیقت معلوم کئے ہوئے مشتری جس کپڑے یا چیز کو چھودے گا وہ اتنی قیمت پر اس چیز کا مالک ہوجائے گا۔

اور منابذہ میں یہ طئے ہوتا تھا کہ جو کپڑا یا چیز بائع مشتری کی جانب پھینک دے گا اس متعین قیمت پر مشتری اس کا مالک ہوجائے گا۔

اور بیع حصاۃ یہ ہوتی تھی کہ متعدد اشیاء فروخت کے لئے رکھ دی جاتیں اور لوگ پتھری یا اس قسم کی کوئی چیز ان کی طرف پھینکتے ،جس چیز کو پتھری یا اس جیسی چیز چھو جاتی خواہ وہ کسی قیمت کی ہو مشتری کی ملکیت ہو جاتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ ،اور بیع منابذہ سے روکا (۴۶)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع حصاۃ کو بھی ممنوع قرار دیا (۴۷)

موجودہ ترقی یافتہ دور کے تجارتی جوئے ،لاٹری،اور ریس سب اسی قسم کے معاملات میں داخل ہیں۔اسلام ایسے معاملات کو میسر،قمار اور جوا قرار دیتا ہے اور اس قسم کے تمام معاملات کو تجارت کے لئے تباہ کن سمجھتا ہے اور معاشرتی تباہی کا پیش خیمہ یقین کرتا ہے اور ان باتوں کے علاوہ سوسائٹی کے اخلاق اور کردار کے لئے باعثِ ذلت ورسوائی جانتا ہے کیونکہ یہ معاملات اکثر جنگ وجدل کا باعث بنتے ہیں۔ مواسات،رواداری، ہمدردی،اور مروت کو تباہ اور دوسرے کی تباہی میں اپنا فائدہ سمجھنے کی ترغیب دے کر انسانی جوہر کو برباد کرتے ہیں۔(۴۸)

۱۰۔بیع الغرر (غیر یقینی،اور خطرہ پر مبنی کاروبار)

بیع الغرر سے مراد وہ کاروبار ہوتا ہے جس میں مال (بیچی ہوئی چیز) یا قیمت طئے نہ ہو یا دونوں طئے نہ ہوں یا ان میں ابہام ہو مثال کے طور پر اگر یہ چیز نقد خریدے گا تو اس کی قیمت سو روپے اور اگر ادھار خریدے گا تو دوسو روپے اور خریدار وہ چیز لے لے لیکن یہ طئے نہ کرے کہ اس نے نقد پر لی ہے یا ادھار پر، اس کو ایک بیع کے اندر دوسری بیع بھی کہا جاتا ہے، یا ایسی چیز بیچنا جس کے حوالے کرنے پر بائع کو قدرت نہ ہو جیسے پرندہ ہوا میں بیچنا، مچھلی جھیل میں بیچنا (سواء اس کے کہ پوری جھیل ٹھیکے پر دی جائے) یا بیع وشراء میں ایسی شرط لگادی جائے جو معاملہ کا جزء یا رکن نہ ہو، مثال بائع کہے کہ میں یہ چیز تمھیں بیچ دیتا ہوں لیکن تم اسے کسی کو ہبہ نہیں کرو گے یا کسی کو نہیں بیچو گے، یا درختوں پر موجود ایسے پھل بیچنا جو ابھی درست نہ ہوئے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوں (سواءاس کے کہ پورا باغ ٹھیکے پر دیا جائے) یا ایسی فصل بیچنا جو ابھی تک ٹھیک سے پک نہ چکی ہو (سواء اس کے کہ پوری فصل ٹھیکے پر دی جائے) یا کسی جانور کا بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو بیچنا۔ خرید وفروخت کی یہ ساری صورتیں اس لئے درست نہیں کہ جانبین سے عقد ہو جانے کے باوجود بھی نزاع اور مناقشہ کی صورتیں باقی ہیں اور کسی بھی فریق کے لئے نقصان اور دھوکے کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس قسم کے معاملات میں تعاونِ باہمی کے بجائے لڑائی اور جھگڑے کی بنیاد پڑتی ہے۔ اور یہ چیز مقصدِ تجارت کے خلاف ہے۔ اس لئے اسلام ہر ایسے کاروبار سے روکتا ہے جس کا انجام نزاع ہو۔ اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات ملاحظہ ہوں:

نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم **عن بيع الغرر وبيع الحصاة**(۴۹)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع الغرر یعنی مبہم اور دھوکے والے کاروبار سے روکا اور پتھری پھینک کر سودا کرنے سے روکا''

نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم **عن بيعتين في بيعة** (۵۰)

''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے کے اندر دوسرے سودے کرنے سے روکا''

لاتبع ماليس عندك(۵۱)

''جو چیز تیرے قبضے میں نہیں اس کو فروخت مت کر''

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم **نهىٰ عن بيع العنب حتىٰ يسود و عن بيع الحب حتىٰ يشتد**(۵۲)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کو پکنے سے پہلے اور غلہ کو سخت ہونے سے پہلے بیچنے سے منع کیا''

لاتبتاعوا الثمر حتىٰ يبدو صلاحه وتذهب عنه الآفة(۵۳)

''پھلوں کی خرید وفروخت اس وقت تک نہ کرو جب تک وہ درست نہ ہو جائیں اور بیماری لگنے کا خطرہ جب تک ان سے ٹل نہ جائے''

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم **نهىٰ عن بيع حبل الحبلة** (۵۴)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے پیٹ میں موجود بچہ کی خرید وفروخت سے منع کیا۔''

۱۱۔ فریب اور دھوکہ پر مبنی کاروبار

اسلام بیع وشراء کے ہر ایسے معاملہ کو کاروباری اخلاقیات کے خلاف قرار دیتا ہے جس میں کسی قسم کا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فریب اور دھوکہ ہو مثال کے طور پر دکھائی ایک چیز جائے اور دی دوسری چیز جائے یا عیب چھپا کر کوئی چیز بیچی جائے، ایسے معاملہ کو عربی میں ''غش'' کہتے ہیں، اس طرح ناپ تول میں کمی بیشی، کہ جب کسی سے کوئی چیز لی جائے تو پوری لی جائے لیکن جب ناپ تول کر دی جائے تو اس کے حق سے اسے کم دی جائے، جس کو عربی میں '' تطفیف'' کہتے ہیں، یا جب دو شخصوں کے مابین لین دین کا کوئی معاملہ ہو رہا ہو تو ایک تیسرا شخص شیء کی بولی بڑھا دے، حالانکہ اس کا خریدنے کا کوئی ارادہ نہ ہو، محض اس لئے قیمت بڑھا رہا ہوتا کہ لینے والا مہنگے داموں خرید لے، اس کو عربی میں ''نجش'' کہتے ہیں۔ اسلام اس قسم کے فریب والے کاروبار سے روکتا ہے، چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لیس منا من غش(۵۵)

''جو بیع وشراء کے معاملے میں فریب کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واقیموا الوزن بالقسط ولاتخسروا المیزان(۵۶)

''وزن کو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت''

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون.(۵۷)

''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا ہی لیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیں تو گھٹا دیں''

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم **عن النجش(۵۸)**

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش یعنی خریدار کو دھوکا دینے کی نیت سے شیء کی زیادہ بولی لگانے سے روکا۔''

اسی طرح جب متعاقدین کے مابین کسی قیمت پر سودا طئے ہو چکا ہو تو اس وقت بھی کسی کے لئے درست نہیں کہ فروخت شدہ چیز کی قیمت بڑھا چڑھا کر بتائے کیونکہ اس کے نتیجے میں بائع لالچ میں آ کر سودا توڑ سکتا ہے، جس کے نتیجے میں نزاع اور مناقشہ پیدا ہو سکتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایبیع الرجل علی بیع اخیه ولایسوم علی سوم اخیه(۵۹)

''کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ سودا طئے ہونے کے بعد اپنے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بھائی کے بہاء سے زیادہ بہاء بتائے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فریبی کاروبار سے سختی سے روکا اور مسلمانوں کو ہدایت دی کہ تجارت میں سچائی سے کام لیں، اسی میں اللہ تعالیٰ کی طرف برکت نازل ہوتی ہے، جب کہ دھوکہ اور فریب والے کاروبار میں کوئی برکت نہیں ہوتی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

البیعان بالخیار مالم یتفرقا،فان صدقا وبینا بورك لهما فی بیعهماوان کتما وکذبا محقت برکة بیعهما(٦٠)

''بائع اور مشتری جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں انہیں اختیار حاصل ہے کہ چاہیں تو سودا طئے کریں، اور چاہیں تو رد کریں۔ پھر اگر فروخت کرنے والا اور خریدار اپنے معاملے میں سچ بولیں گے اور چیزوں کے عیب وصواب کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کردیں گے تو اس سودے میں ان کے لئے برکت دی جائے گی اور اگر انہوں نے فروخت ہونے والی چیز کا عیب چھپایا اور جھوٹ سے کام لیا تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جائے گی''

۱۲۔ قسم کھانا

تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی اشیاء بیچنے کے لئے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں، اسلام کاروبار میں خوامخواہ قسمیں کھانے سے روکتا ہے، چاہے سچی ہوں یا جھوٹی۔ جھوٹی قسم تو اسلام کی نظر میں ایک بہت بڑا گناہ ہے اور سچی قسم کھانے کو بھی اسلام اس لئے پسند نہیں کرتا کہ اشیاء کی خرید وفروخت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے نام کو استعمال کرنا اس کی شان، عظمت اور آداب کے خلاف ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان متعاقدین لین دین میں بغیر قسم اٹھائے سچ سچ بولیں، ان کا کردار ایسا پاک صاف ہو کہ ان کی بات ہی سچائی کی ضمانت ہو۔ اسلام کاروبار میں قسمیں کھانے کو بے برکتی کا باعث قرار دیتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الحلف منفقة للسلعة ممحقة للبرکة (٦١)

''بائع کے قسم کھانے سے ہوسکتا ہے کہ وہ چیز بک جائے لیکن بائع کے لئے اس سودے میں کوئی برکت نہیں ہوگی''

۱۳۔ چوری کئے ہوئے مال کی خرید وفروخت (Dealing in Stolen Goods)

اللہ تعالیٰ نے چوری کو حرام قرار دیا ہے، اور اسے قابلِ سزا جرم ٹھیرایا ہے۔ اگر کسی پر چوری اپنے قانونی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تقاضوں سمیت ثابت ہو جائے تو اسلام چور کا کلائی کے جوڑ سے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا ہے، لیکن اگر چور کسی وجہ سے چوری کی سزا سے بچ بھی جائے تو اسلام چوری کردہ چیز کی خرید وفروخت کو حرام اور ناجائز قرار دیتا ہے۔ یہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ جان بوجھ کر چوری کی چیز خریدے یا بیچے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کردہ مال کی خرید وفروخت کرنے والے کو چور کا شریکِ جرم قرار دیا ہے''(۶۲)

۱۴۔ ذخیرہ اندوزی (Hoarding of Food Stuff)

ذخیرہ اندوزی کے لئے عربی میں لفظ ''احتکار'' استعمال ہوتا ہے احتکار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص اشیاء خوردنی میں سے کوئی چیز ذخیرہ کر کے رکھ دے اس نیت سے کہ جب مارکیٹ سے وہ چیز ختم ہو جائے گی اور صرف اس کے پاس رہے گی تو اسے مہنگے داموں فروخت کرے گا۔ کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ ایک تاجر مال پہنچانے والوں (Supplyers) سے گٹھ جوڑ کر لیتا ہے کہ فلاں چیز صرف اسے پہنچائی جائے، تا کہ مارکیٹ میں وہ چیز کسی اور کے پاس نہ ہو، اس صورت میں اس کے لئے موقعہ ہوتا ہے کہ اس چیز کی قیمت بڑھا چڑھا کر حاجتمندوں کو بیچے، چونکہ یہ عمل بے انصافی اور عوام الناس کے استحصال پر مبنی ہے اس لئے اسلام اس کی سخت مذمت کرتا ہے اور سختی کے ساتھ اس سے روکتا ہے، چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لایحتکر الا خاطئ (۶۳) ''ذخیرہ اندوزی صرف ایک خطا کار ہی کر سکتا ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: **الجالب مرزوق والمحتکر ملعون** (۶۴)

''(اشیاء خورد ونوش) بازار میں لا کر فروخت کرنے والا رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر خدا کی جانب سے لعنت ہوتی ہے''

۱۵۔ بازاری نرخ چھپا کر لوگوں کا استحصال کرنا

(Exploitation of one's ignorance of market conditions)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ناواقف کاشتکاروں اور تاجروں کو شہر کے نرخ کا پتہ نہ دیتے ہوئے باہر ہی سے سستے سے سستے داموں غلہ خرید کر لینا، اور جب فروخت کرنے والے شہر میں داخل ہوں تو انہیں معلوم ہو کہ ان کے ساتھ فریب ہوا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شہر میں قحط پڑ رہا ہے اور لوگوں کو مثلاً غلہ کی سخت ضرورت ہے، یہ دیکھ کر چند اربابِ دولت شہر سے باہر نکل کر کسانوں، کاشتکاروں اور سادہ لوح تاجرینِ غلہ کے پاس پہنچے اور غلہ کو سستی قیمت پر خرید لیا تا کہ شہر میں اس کو من مانی گراں قیمت پر فروخت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کریں۔(۶۵)، یا یہ کہ کوئی شہر کا باشندہ دیہاتی تاجر کو کہے کہ اس وقت شہر میں ارزانی ہے اس لئے اپنا غلہ میرے پاس رکھ لو جب مہنگائی ہوگی تب میں اسے بیچ دوں گا۔

یہ کاروبار اسلام سے پہلے عربوں میں جاری تھا۔اس تجارت میں چونکہ بازاری نرخ چھپا کر سادہ لوح لوگوں کے ساتھ دھوکہ کیا جاتا ہے یا اہلِ شہر پر زیادتی کی جاتی ہے کہ ایک ارزاں چیز ان کو مہنگے داموں بیچی جاتی ہے اس لئے اسلام ایسے کاروبار کی مذمت کرتا ہے اور اس سے روکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاتلقوا الرکبان ولایبیع حاضر لباد(۶۶)

''شہر سے نکل کر باہر قافلہ والوں سے نہ ملو اور نہ ہی شہر کا باشندہ دیہاتی کی کوئی چیز فروخت کرے''

۱۶۔اشیاء کی قیمتوں کا تعین(Arbitrarily Fixing the Prices)

جب تاجر تجارتی اخلاق پر عمل کرتے ہوئے تجارت کریں تو اسلام تاجروں کو مکمل طور پر کاروبار میں آزادی دیتا ہے،اور اس بات کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کہ ان کے لئے منافع متعین کر کے اشیاء کی قیمتیں مقرر کی جائیں، کیونکہ قیمتوں کی کمی بیشی کے کئی اسباب ہوتے ہیں،اس میں صرف تاجروں کی لالچ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔اس لئے ممکن ہے کہ قیمتوں کا تعین انفرادی اور اجتماعی مفاد میں نہ ہو۔منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قیمتیں بڑھ گئیں تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیمتوں کے تعین کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ ھو المسعر،القابض،الباسط،الرزاق وانی لارجو ان القیٰ ربی ولیس احد منکم یطلبنی بمظلمة فی دم ولامال (۶۷)

''بیشک اللہ تعالی ہی قیمتیں متعین کرنے والا ہے،وہ ہی تنگی دینے والا اور وہ ہی کشادگی دینے والا ہے، اور وہ ہی بڑا رزق عطا کرنے والا ہے۔میں امید رکھتا ہوں کہ جب میری خدا سے ملاقات ہو تو تم میں سے کوئی بھی میرے خلاف خون یا مال کے بارے میں بے انصافی کا دعوی نہ کرے''

البتہ اگر تاجروں کی طرف سے بے جا منافع خوری اور عوام کا استحصال کیا جا رہا ہو تو ایسی صورتحال میں عوامی مفاد کے پیشِ نظر ریاست کو قیمتوں کے تعین کا حق حاصل ہے تا کہ عوام اور چھوٹے تاجروں کو ناجائز منافع خوروں کی زیادتیوں سے بچایا جا سکے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۷۔ ملازمین کے ساتھ حسنِ سلوک(Fair Treatment of Workers)

اسلام آجر اور اجیر میں بہتر تعلقات چاہتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ ان کا باہمی تعلق تعاون اور ہمدردی و خیر خواہی کے جذبے کے تحت ہو، تاکہ آجر اور اجیر دونوں ملکی وقومی ترقی میں اپنا بھر پور کردار ادا کر سکیں۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب آجر اجیر کو مناسب اجرت، مناسب کام، برادرانہ سلوک اور وقت پر اجرت فراہم کرے۔ اور اجیر خیر خواہی، امانتداری، اور ذمہ داری کے ساتھ اپنی پوری ذہنی، جسمانی اور پیشہ ورانہ صلاحیتیں کام پر صرف کرے۔ ان اصولوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان کیا ہے:

اخوانکم خولکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم ما یغلبهم فان کلفتموهم فاعینوهم(۶۸)

''تمھارے پاس کام کرنے والے تمھارے بھائی ہیں، اللہ تعالی نے انہیں تمھارا ماتحت بنایا ہے، اس لئے اگر تم میں سے کسی کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اسے چاہیئے کہ جو کچھ خود کھاتا ہے اس سے اسے کھلائے اور جو کچھ خود پہنتا ہے اس سے اسے پہنائے، اور انہیں ایسے کام کی تکلیف مت دو جو وہ کر نہ سکیں اور اگر ایسا کام ان کے سپرد کرو تو پھر تم خود ان کی مدد کرو یعنی زیادہ وقت (Over time) کی اجرت دو''

ایک حدیثِ قدسی کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

قال الله تعالیٰ: ثلٰثة انا خصمهم یوم القیٰمة ....ورجل استاجر اجیرًا فاستوفیٰ منه ولم یعطه اجره.(۶۹)

''اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تین شخصوں کے ساتھ میں خود فریقِ مخالف بن کر مقدمہ لڑوں گا، ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا پھر اس سے کام تو پورا لیا مگر اس کی اجرت اس کو ادا نہ کی''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقه(۷۰)

''مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو''

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نتائج (Conclusion)

۱۔ جدید دور میں کاروباری اخلاقی قدریں (Ethical Velues of Buisness) کاروباری لوگوں اور اس قسم کی تنظیموں کے درمیان موضوعِ بحث ہیں، اور ہر تنظیم کے پاس کچھ نہ کچھ کاروباری اخلاقی قدریں ہیں۔

۲۔ مغربی سیکیولر دنیا میں جو کاروباری اخلاقی قدریں ہیں وہ موقعاتی (Situational) ہیں اور روحانیت سے یکسر خالی ہیں، اس لئے ان میں وہ قوت نہیں جو اسلام کے کاروباری اخلاقی قدروں میں ہے۔ کیونکہ اسلام کی کاروباری اخلاقی قدریں موقعاتی نہیں بلکہ انسانی ہیں اور ان کے پیچھے قوت نافذہ روحانیت ہے، جو انسان کو اچھے رویوں پر مجبور کرتی ہے۔ مسلمان ہر وقت اور ہر کسی کے ساتھ اچھا سلوک رکھنے کا پابند ہے۔

۳۔ اسلام کی اخلاقی قدریں مجموعی طور پر اسلامی عقیدہ کا حصہ ہیں، اور وہ مسلمانوں کو نہ صرف ریاستی معاملات کی درستگی کا درس دیتی ہیں بلکہ انھیں اپنی آخرت سنوارنے کا بھی سبق دیتی ہیں اور یہ باور کراتی ہیں کہ ایک دن تمہیں اپنے خالق کے سامنے جوابدہ ہونا ہے اور یہ احساس ایک مسلمان کو بااخلاق اور ذمہ دار بناتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو ذمہ دار فرد محسوس کرتا ہے، چاہے وہ فروخت کرنے والا ہو یا خریدار ہو، آجر ہو یا اجیر ہو۔

۴۔ ہمارے اس پیپر میں ذکر کردہ اسلام کی کاروباری اخلاقی تعلیم سے واضح ہے کہ اسلام تجارت کو بہت بڑی اہمیت دیتا ہے، اور اسے انفرادی، اجتماعی، ملکی اور قومی تعمیر وترقی میں نہایت اہم سمجھتا ہے۔

۵۔ اور اس سے یہ بھی واضح ہے کہ اسلام صاف اور شفاف کاروباری معاملہ چاہتا ہے، ایسا معاملہ جس میں کسی کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو اور نہ کسی کو دھوکا اور فریب ہو۔

۶۔ اور یہ بھی کہ اسلام ایسا کاروبار چاہتا ہے جس میں منافع کا تبادلہ ایک دوسرے کی حقیقی رضا اور ایک دوسرے کے فائدے پر مبنی ہو۔

۷۔ اور یہ بھی کہ ہر ایسا کاروبار جو انسان کو بے کار بناتا ہو جیسے جوا، سٹہ، سود وغیرہ اسلام میں حرام اور ناجائز ہے۔

۸۔ اور یہ بھی کہ اسلام اگرچہ انفرادی مفاد کو اہمیت دیتا ہے لیکن جب انفرادی مفاد اجتماعی مفاد سے ٹکراتا ہو تو پھر اسلام اجتماعی مفاد کو اولیت دیتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۹۔ اور یہ بھی کہ اسلام مسلمان کو ایک ایسا با اخلاق اور با کردار انسان دیکھنا چاہتا ہے جو بات کا سچا اور وعدے کا پکا ہو، جس کی بات ہی اس کی سچائی اور صفائی کی ضمانت ہو۔

۱۰۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ پیپر اسلام کی کاروباری اخلاقی تعلیم کو مکمل طور پر احاطہ نہیں کرتا، اس لئے اس سلسلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے، البتہ ضروری اور بنیادی نوعیت کی باتیں اس میں آجاتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) النساء: ۲۹ (۲) الجمعہ :۱۰

(۳) سیوھاروی محمد حفظ الرحمٰن : اسلام کا اقتصادی نظام، ۱۹۸۴ع، لاہور، ادارہ اسلامیات، طبع دوم، ص ۲۴۲

(۴) ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، ۱۹۹۹، طبع اول، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، حدیث نمبر ۱۲۰۹

(۵) الهندی علی المتقی: كنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، مؤسسة الرسالة ۴ /۳۰

(۶) اسلام کا اقتصادی نظام ۲۴۲۔۲۴۴

(۷) سیوھاروی محمد حفظ الرحمٰن مولانا: اخلاق اور فلسفہ اخلاق، لاہور، اسلم پرنٹرز، ص ۱۶

(۸) Dr.Sabahuddin Azmi: Article" An Islamic Approach to Business Ethics "Published in Research Journal " Renaissance" a monthly Islamic Journal, may 2005, Lahore, V 15,ISSUE 5, P no.1

(۹) آل عمران: ۱۱۰ (۱۰) الاعراف: ۱۵۷ (۱۱) القلم:۴

(۱۲) احمد بن حنبل: مسند احمد، حدیث انسائیکلو پیڈیا، ورژن ۱.۲، حرف انفارمیشن ٹیکنالوجی۔ حدیث نمبر ۸۵۹۵

(۱۳) بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری، ۱۹۹۹، ریاض، مکتبہ دارالسلام، طبع دوم، حدیث نمبر ۲۰۳۵

(۱۴) الزخرف:۳۲ (۱۵) البقرہ:۱۸۸

(۱۶) النساء: ۲۹ (۱۷) مسند احمد:۱۵۷۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۱۸) ترمذی: ۲۵۱۸، نسائی ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب: سنن النسائی، ۱۹۹۹، الریاض، مکتبہ دارالسلام طبع اول، حدیث نمبر ۵۷۱۴

(۱۹) بخاری: ۲۰۵۱، مسلم بن حجاج القشیری: صحیح مسلم، ۲۰۰۰ع، الریاض، مکتبہ دارالسلام، طبع دوم، حدیث نمبر ۴۰۹۴

(۲۰) صحیح بخاری: ۲۰۵۹

(۲۱) سیدابوالاعلیٰ مودودی: معاشیات اسلام، ۱۹۶۹ع، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، طبع اول، ص ۲۳۳

(۲۲) البقرہ: ۲۷۵ (۲۳) آل عمران: ۱۳۰

(۲۴) بقرہ: ۲۷۸-۲۷۹ (۲۵) صحیح مسلم: ۴۰۹۳

(۲۶) سیدابوالاعلیٰ مودودی: سود، ۱۹۶۹ع، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، طبع اول: ص ۱۱۳

(۲۷) الرازی محمد بن عمر بن حسین فخرالدین: مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر، ملتان، دارالحدیث ۷/ ۹۳-۹۴

(۲۸) النساء: ۲۹

(۲۹) ابنِ ماجہ ابوعبداللہ محمد یزید: سنن ابن ماجہ، ۱۹۹۹ع، الریاض، مکتبہ دار السلام، طبع اول، حدیث نمبر: ۲۱۸۵

(۳۰) ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی: سنن ابی داؤد، ۱۹۹۹ع، الریاض، مکتبہ دارالسلام طبع اول، حدیث نمبر ۳۳۸۲

(۳۱) جامع ترمذی: ۱۲۰۹ (۳۲) جامع ترمذی: ۱۲۱۰

(۳۳) صحیح بخاری: ۲۰۸۲، جامع ترمذی: ۱۲۴۶ (۳۴) الانفال: ۲۷

(۳۵) صحیح بخاری: ۲۰۸۶ (۳۶) صحیح مسلم: ۴۱۰۸

(۳۷) صحیح بخاری: ۲۴۰۰ (۳۸) المائدہ: ۱

(۳۹) صحیح بخاری: ۳۳ (۴۰) المائدہ: ۳

(۴۱) المائدہ: ۹۰ (۴۲) سنن ابنِ ماجہ: ۳۴۸۶

(۴۳) سنن ابی داؤد: ۳۴۸۸ (۴۴) سنن ابن ماجہ: ۲۳۴۰

(۴۵) البقرہ: ۲۱۹ (۴۶) صحیح بخاری: ۲۱۴۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۴۷) جامع ترمذی: ۱۲۳۰ (۴۸) سیوہاروی: ص ۲۶۳-۲۶۴

(۴۹) جامع ترمذی: ۱۲۳۰ (۵۰) جامع ترمذی: ۱۲۳۱

(۵۱) جامع ترمذی: ۱۲۳۲ (۵۲) جامع ترمذی: ۱۲۲۸

(۵۳) صحیح مسلم: ۳۸۶۵ (۵۴) صحیح مسلم: ۳۸۰۹، ابن ماجہ: ۲۱۹۷

(۵۵) سنن ابی داؤد: ۳۴۵۲ (۵۶) الرحمٰن: ۹

(۵۷) مطففین: ۱-۳ (۵۸) صحیح بخاری: ۲۱۴۲

(۵۹) صحیح بخاری: ۲۱۴۰، ترمذی: ۱۲۹۲، ابن ماجہ: ۲۱۷۲

(۶۰) صحیح بخاری: ۲۰۸۲، ترمذی: ۱۲۴۶ (۶۱) صحیح بخاری: ۲۰۸۷

(۶۲) علی المتقی: کنز العمال، حدیث انسائیکلوپیڈیا، ورژن ۱.۲، حرف انفارمیشن ٹیکنالوجی حدیث ۹۲۵۸

(۶۳) سنن ابن ماجہ: ۲۱۵۴ (۶۴) سنن ابن ماجہ: ۲۱۵۳

(۶۵) سیوہاروی: اسلام کا اقتصادی نظام ص ۲۵۰

(۶۶) صحیح بخاری: ۲۱۵۸ (۶۷) جامع ترمذی: ۱۳۱۴

(۶۸) صحیح بخاری: ۳۰ (۶۹) صحیح بخاری: ۲۲۷۰

(۷۰) سنن ابن ماجہ: ۲۴۴۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.